جماعت 12

مضمون : اُردو (زباندانی)

میڈیم : اُردو

ઉર્દૂ પ્રથમ ભાષા ધો. 12

ریاستی حکومت کے شعبۂ تعلیم کے ذریعے نصاب میں
منظور کردہ اور نصابی کتاب میں شامل کردہ

باب 1 : عالمی صحیفہ - شریمد بھگود گیتا

باب 2 : بھارتی ابدی اقدار اور گیتا

گجرات راجیہ شالا پاٹھیہ پُستک منڈل

گاندھی نگر

1 عالمی صحیفہ - شریمد بھگود گیتا

شریمد بھگود گیتا انسانوں اور خالقِ کائنات کے مابین صداقت کے درس کا ایک مقدس مکالمہ ہے۔ جس میں ارجُن انسانوں کی نمائندگی کرتا ہے۔ بھگود گیتا کے ذریعے شری کرشن، بھگوان کی صورت میں ہماری روحانی رہنمائی کرتے ہیں۔ کروکشیتر کے میدان میں جنگ کے دوران ہوئے ایسے مقدس مکالمے کا بیانیہ پوری نوعِ انسانی کی فلاح وبہبودی کی راہ دکھاتا ہے۔ گیتا میں دیا گیا علم محض کسی ایک عوامی گروہ اور کسی ایک زمان ومکان کے لیے نہیں ہے۔ گیتا کا درس دائمی اور ہمہ گیر ہے۔ تمام بنی نوع انسان کو بامقصد، ترقی پذیر، بے خوف، پُرامن، تعمیری، پاکیزہ اور معاملہ فہم بنانے میں گیتا ایک پارس مَنی ہے۔ اِس معنی میں گیتا ایک عالمی صحیفہ ہے۔ ایک دوسرے نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو دنیا کی بے شمار عظیم ہستیوں نے گیتا کی عالمی اہمیت کا بیان، اپنے اپنے الفاظ میں کیا ہے۔ اِن معنوں میں بھی گیتا ایک عالمگیر کتاب ہے۔

امریکی اسکالر ہنری ڈیوڈ تھورو کہتے ہیں ''جدید دُنیا کا علم اور ادب گیتا کے مقابلے میں بے وقعت لگتا ہے۔ ہر صبح میں اپنے دِل اور دماغ کو گیتا کے مقدس پانی سے نہلاتا ہوں۔'' مشہور انگریز فلسفی آلڈس، ہکسلے کا کہنا ہے، ''گیتا ابدی فلسفے کے سب سے واضح اور مکمّل خلاصوں میں سے ایک ہے جو اب تک شائع ہوئے ہیں۔'' اس لیے یہ نہ صرف ہندوستان بلکہ پوری نسلِ انسانی کا ایک لازوال اور انمول ورثہ ہے۔ جرمن اسکالر ڈبلیوین ہمبولڈ گیتا کی شان بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں ''بھگود گیتا دُنیا میں عظیم حکمت کی سب سے خوبصورت اور فلسفیانہ تصنیف ہے۔'' دُنیا کے مشہور سائنسدان البرٹ آئن سٹائن نے کہا تھا کہ ''جب میں بھگود گیتا پڑھتا ہوں اور سوچتا ہوں کہ بھگوان نے اِس کائنات کو کیسے بنایا تو سب کچھ بے معنی سا محسوس ہونے لگتا ہے۔'' یہاں تک کہ مہاتما گاندھی کہتے ہیں، ''میں اپنی مصیبت کے ہر لمحات میں ماتا گیتا کی طرف دوڑ پڑتا ہوں اور اب تک تسلّی حاصل کرتا رہا ہوں۔'' ہمارے سابق صدر عبد الکلام جی کہتے ہیں، ''گیتا بنی نوع انسان کے لیے ابدی الہام کا ذریعہ ہے، گیتا کا مطالعہ کرنے سے مجھے میرے مسائل کا حل مل جاتا ہے۔''

اِس طرح شریمد بھگود گیتا بہبودیٔ عالم کے جذبے سے لبریز ہندوستانی ثقافت کا ایک بیش قیمتی تحفہ ہے۔ اس عظیم کتاب کی خاصیت یہ ہے کہ کوزے میں سمندر بھر کر رکھ دیتی ہے۔ یہ مصفّٰی کتاب زندگی کی حکمت میں خوشی، سکون، امن اور محبت کا وسیع ساگر بھر دیتی ہے۔ اس کتاب نے ویدانت کے انتہائی نایاب اور گہرے علم کو عوام الناس کے لیے آسان اور مقبول زبان میں دستیاب کرایا ہے۔ وہ ہے، वासुदेवः सर्वम् इति ।। (गीता 7.19) -

। वासं करोति इति वासुदेवः یعنی واسُودیو جو سب میں رہتا ہے، اگرچہ دنیا میں ہر چیز مختلف ہے، اس کے باوجود وہاں بنیادی طور پر ایک ہی زندہ جاوید اقتدار ہے یعنی پرماتما (ایشور) اور اگرچہ ایشور ایک ہے، وہ کئی شکلوں میں ظاہر ہو رہا ہے۔ جس طرح غبّاروں کی شکلیں اور رنگ مختلف ہوتے ہیں لیکن اُن میں ہوا ایک جیسی ہوتی ہے، اسی طرح سب میں ایک ہی ایشور جوہر ہے جو پنپ رہا ہے۔

اِس قدر سے ہم آہنگی کر لینے سے، ہماری زندگی اور طرزِ عمل نیک، بابرکت بن جاتے ہیں اور ہم محنتی، مفید اور تعاون کرنے والے بن

جاتے ہیں، ہر دلعزیزی حاصل کرلیتے ہیں۔ اس طرح انسان اپنے آپ میں مطمئن ہو کر زندگی کی کامرانی حاسل کرلیتا ہے۔ گیتا میں ''بھگوان'' لفظ بار بار آتا ہے۔تو بھگوان لفظ کا کیا مطلب ہے؟

ऐश्वर्यस्य समग्रस्य धर्मस्य यशसः श्रियः।
वैरागस्य च मोक्षस्य बण्णां भग इतीरितः || (विष्णुपुराणम् 6.5.74)

(یعنی، جو جاہ وجلال، مذہب، عزّت، احترام مال، نجات اور ترکِ دنیا والا ہوتا ہے اُسے بھگوان کہتے ہیں۔) بھگود گیتا میں استدلالی انداز میں سمجھاتے ہوئے کہا گیا ہے کہ यो मां पश्यति सर्वत्र सर्वं च मयि पश्यति । (गीता 6.30) یعنی جو انسان تمام مخلوقات میں میرا ہی دیدار کرتا ہے اور مجھی میں اُسے سب کچھ نظر آتا ہے وہ فنا نہیں ہوتا۔مختلف ذاتیں، عقائد، فرقے، گروہ اُسے اپنے اپنے ناموں سے مخاطب کرتے ہیں اور اپنے اپنے طریقوں سے اس کی پرستش کرتے ہیں، لیکن وہ زندہ وجاوید ایک ہی ہے۔

بھگود گیتا گرنتھ کسی ایک مذہب، خیال، فرقہ، گروہ، مسلک تک محدود نہیں بلکہ تمام مخلوقات کے لیے ہے۔ گیتا کا پیغام حاصل کرنے کے لیے کسی خصوصی اقتدار کی ضرورت نہیں، یہ بات بھگوان خود فرماتے ہیں...

अपि चेत्सुदुराचारो भजते मामनन्यभाक् |
साधुरेव स मन्तव्य: सम्यग्व्यवसितो हि स: || (गीता 9.30)

(یعنی، اگر کوئی ذلیل اور بدکار انسان بھی منفرد جذبے سے مسلسل مجھے یاد کرتا ہے تو اُسے بھی یقینی طور پر سادھو کے طور پر ہی پہچانا جانا چاہیے۔ کیوں کہ وہ کامل طور پر میری عقیدت میں ہی جی رہا ہے۔) اس کے ساتھ ہی شری کرشن آگے بھی کہتے ہیں کہ...

क्षिप्रं भवति धर्मात्मा शश्वच्छान्तिं निगच्छति | (गीता 9.31)

(یعنی، جو انسان جلدی سے دھرماتما بن جاتا ہے وہ ہمیشہ قائم رہنے والا اعلیٰ سکون حاصل کرلیتا ہے۔)

گیتا وہ کتاب ہے جو تمام جانداروں کے تمام مسائل کا حل اور تسلّی دیتی ہے۔ بوڑھے، جوان، جاہل، عالم، گیتا ہر ایک کو خوشگوار زندگی کا راستہ تلاش کرنے کی ترغیب دیتی ہے۔

خود ہمارے اور دیگر سبھی کے اندرون میں ایک ہی ایشور جو ہر پھیلا ہوا ہے۔ اس صداقت کو یاد کر کے ایک دوسرے کے لیے خیرسگالی کا جذبہ رکھتے ہوئے فعال ترقی کرنے کے لیے گیتا کہتی ہے کہ

परस्परं भावयन्त: श्रेय: परमवाप्स्यथ || (गीता 3.11)

(یعنی ایک دوسرے کی ترقی کرتے کرتے آپ لوگ اعلیٰ فلاح حاصل کرلیں گے۔)

اس دُنیا میں زمانۂ قدیم سے ہی الوہی اور شیطانی طاقتوں کے مابین مسلسل تصادم چل رہا ہے۔ دنیا کا ہر انسان الوہی اور شیطانی صفات کا مرکب ہے۔ گیتا میں شری کرشن نے پاکیزہ اور سفلی صفات کا بیان کیا ہے۔سفلی عناصر سے آزاد ہونا اور اپنی ذات میں الٰہی صفات

کو فروغ دینا ہی فی الحقیقت انسانی زندگی کی ترقی کا ذریعہ ہے۔

انسان اس کے حصول کے لیے مسلسل جدوجہد کررہا ہے۔ گیتا انسانوں سے کہتی ہے وہ شیطانی صفات جیسے کہ افسردگی، مایوسی، غصّہ اور حسد وغیرہ کو ترک کردیں۔ گیتا تو ہر فرد کو رحمانی صفات کا حقدار مانتی ہے۔ شری کرشن ارجُن سے کہتے ہیں کہ ना शुचः संपदम् दैवीम् अभिजातोऽसि पाण्डव । (16.5) یعنی اے ارجُن، تو غم نہ کر، تو نیک صفات کے ساتھ پیدا ہوا ہے۔ ارجن، گیتا میں تمام انسانوں کی نمائندگی کررہا ہے اس لیے یہ بات دنیا کے تمام بنی نوع انسان کے لیے ہے۔ یہ خیال، ارجُن کے وسیلے سے کل کائنات کے تمام لوگوں کو چُھوتا ہے، کیونکہ ہر انسان کو اپنی ذات میں رحمانی صفات کو فروغ دینا ہے۔ گیتا کا خلاصہ ہی मा शुचः ہے۔ گیتا میں شری کرشن کا پیغام अशोच्यातत्त्वम् (गीता 2.11) سے شروع ہوکر मा शुचः (गीता 18.66) پر ہی مکمّل ہوتا ہے۔ اس طرح مکمل گیتا کا خلاصہ ہی یہ ہے کہ زندگی میں کیسے بھی حالات ہوں، دکھ نہ کریں، مایوس نہ ہوں۔ اسی حوالے سے شری کرشن نے کہا ہے کہ तत्र का परिदेवना (गीता 2.88) یعنی اس میں رنج یا دُکھ بھلا کیوں کریں؟

گیتا ہر انسان کی ہمہ گیر ترقی کے لیے ایک قابلِ رسائی صحیفہ ہے۔ کیوں کہ یہ یکجہتی اور ہم آہنگی کے نظریات پیش کرتا ہے۔ گیتا کا آئیڈیل یہ ہے کہ انسان کی ہمہ گیر اور متوازن ترقی ہونی چاہیے۔ خیال، عمل اور احساس، انسانی فطرت کے جُز ہیں۔ ان میں سے کسی ایک کے فقدان کو بھی انسانی شخصیت اور اس کی نشوونما میں نقص سمجھا جائے گا۔ گیتا کے بموجب، انسان کے مزاج میں ان تین میں سے کسی ایک کی زیادتی بھی ہوسکتی ہے۔ اسی لیے گیان (علم)، کرم (عمل) اور بھکتی (عقیدت) ان تین میں سے کسی ایک کی زیادتی والے برتاؤ کو بالترتیب گیان یوگ، کرم یوگ اور بھکتی یوگ نام دیے گئے ہیں۔ تینوں ایک دوسرے کے لیے تکمیلی ہیں۔ انسان کی ہمہ گیر ترقی کے لیے ان تینوں کا امتزاج ہونا ضروری ہے۔

گیتا دنیا میں کسی بھی انسان کی ہمہ جہت ترقی کے لیے مددگار ثابت ہوسکتی ہے۔ تاکہ شخصیت کو الٰہی خصوصیات سے ہم آہنگ کرسکیں۔ اسی لیے سری اروند گھوش کے مطابق گیتا ''ہم آہنگی'' کی کتاب ہے۔ گیتا کے لیے ہم آہنگی کا مقصد انسانیت کی بہبود ہے۔

گیتا ہر کسی کو ماضی پر افسوس کیے بغیر مستقبل کی فکر کیے بغیر، حال کی قدر کرتے ہوئے عمل کرنے کی ہدایت دیتی ہے۔ सहजं कर्म कौन्तेय सदोषमपि न त्यजेत् । (गीता 18.48) یعنی کچھ نقائص محسوس ہو تو بھی فطری کاموں کو ترک نہیں کرنا چاہیے۔ کیوں کہ स्वकर्मणा तमभ्यर्च्य सिद्धिं विन्दति मानवः (गीता 18.46) فطری فرائض کی ادائیگی والا برتاؤ کرنے سے انسان اعلیٰ کامیابی سے ہمکنار ہوتا ہے۔ اسی لیے لوک مانیہ تلک نے گیتا کو فرض-غیر فرض پر روشنی ڈالنے والی اخلاقیات کا علم کہا ہے۔

ایک طالبِ علم یا شخص جو گیتا پڑھتا ہے اس میں بے خوفی، دیانتداری، تحمل، راست بازی، خیر خواہی، اندرون کی مکمل نرم روی اور کثرت میں وحدت کا جذبہ جیسی خوبیاں پیدا ہوتی ہے۔

گیتا کے خالق غیر جانبدار ہیں۔ وہ کسی بھی بات پر شدید اصرار نہیں کرتے۔ وہ انسانوں کو بھی کس قدر آزاد بنانا چاہتے ہیں یہ بات

گیتا کے آخری باب کے اختتام پر نظر آتی ہے۔ گیتا کا پیغام سنانے کے بعد آخر میں شری کرشن ارجُن کو تو بس یہی کہتے ہیں کہ

इति ते ज्ञानमाख्यातं गुह्याद्गुह्यतरं मया |
विमृश्यैतदशेषेण यथेच्छसि तथा कुरु || (गीता 18.63)

(یعنی اس طرح میں نے یہ انتہائی پوشیدہ راز تجھے بتادیا ہے۔ اب تو اس پُراسرار علم کے بارے میں اچھی طرح غور وفکر کرلے اور پھر جیسا تیرا جی چاہے ویسا کر۔

گیتا کا اظہار کہاں ہوا ہے اس پر غور کیجیے۔ وہ میدانِ جنگ میں نازل ہوئی ہے۔ جو مایوس جنگجو ارجُن کو زندگی کا مقصد اور فرائض سمجھاتی ہے۔

گیتا کے ظاہر ہونے کا مقصد جنگ نہیں تھا۔ اس کا مقصد حق کی طرف وسیع تر عوام کی خوشی، امن اور آزادی کی زندگی کے بارے میں بصیرت فراہم کرنا تھا۔ یہاں دونوں فریقوں کے جنگ کے مقاصد میں فرق تھا۔ دُریودھن کہتا ہے ''یہ تمام جنگجو میرے لیے اپنی جان دینے کو تیار ہیں۔'' مطلب دریودھن بادشاہت حاصل کرنا چاہتا تھا۔

न काङ्क्षे विजयं कृष्ण न च राज्यं सुखानि च |
किं नो राज्येन गोविन्द किं भोगैर्जीवितेन वा || (गीता 1.32)

(ارجن کہتا ہے) اے کرشنا! مجھے فتح نہیں چاہیے۔ میں اقتدار اور سُکھ کا بھی متلاشی نہیں۔ جن کے لیے میں اقتدار چاہتا ہوں وہ میدانِ جنگ میں میرے مقابل کھڑے ہیں۔ تو ریاست حاصل کرکے میں کیا کروں گا ؟ اے گووِند ! اور پھر ایسے اقتدار کا کیا فائدہ ؟ یا ایسی قربانی اور زندگی سے کیا نفع ؟

اس طرح ارجُن کی زندگی میں عوامی بہبود کا نظریہ کارفرما نظر آتا ہے اور دریودھن کی زندگی میں اقتدار کی ہوس۔

جو گیتا کے علم کو اپناتا ہے، گیتا اُس کی افسردگی، مایوسی کو دور کرتی ہے۔ فرائض کی ادائیگی کے لیے جب ارجن میدانِ عمل سے فرار ہونے کی تیاری کرتا ہے، ''بھیک مانگ کر گزر بسر کرلوں گا لیکن جنگ نہیں کروں گا۔'' کی رٹ لگانے والا ارجُن گیتا کے علم سے روشناس ہونے کے بعد آخر میں کہتا ہے:

नष्टो मोह: स्मृतिर्लब्धा त्वत्प्रसादान्मयाच्युत |
स्थितोऽस्मि गतसन्देह: करिष्ये वचनं तव || (गीता 18.73)

(یعنی اے عزمِ مصمّم والے، آپ کی مہربانی سے میرا وہم اور لالچ ختم ہوگیا اور مجھے حافظہ حاصل ہوگیا ہے۔ اب شک سے بالاتر ہوکر میں نے استقامت حاصل کرلی ہے۔ اس لیے اب میں آپ کی اطاعت کروں گا۔

ایسا کوئی الہام یا علم نہیں جو گیتا میں نہ ہو۔ کوئی عالمی مسئلہ ایسا نہیں ہے جسے گیتا سے حل نہ کیا جاسکے۔ ضرورت ہے تو صرف یہ کہ

انسانوں کے پاس بینائی ہو۔

گیتا کو ''عالمگیر صحیفہ'' سمجھا جاتا ہے کیوں کہ یہ انسانی فلاح وبہبود کے خیالات سے مالامال ہے۔ یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ دنیا کے گوشے گوشے سے مختلف ممالک اور مذاہب کے فلسفیوں، عظیم شخصیات اور اسکالرز نے اس کا احترام اور تعریف وتوصیف بیان کی ہے۔ یہ ہندوستان کے لیے فخر کی بات ہے کہ اس دھرتی پر شری گیتا جیسی عالمی فلاحی کتاب کا نزول ہوا اور یہ ہندوستانی ثقافت کا ابدی فخر ہے۔

گیتا وہ کتاب ہے جو انسان کو مابعد الطبیعاتی، مابعد الٰہیاتی اور روحانی تینوں طرح کے مصائب سے چھٹکارا دلاتی ہے۔ گاندھی جی نے بھی گیتا کو ایک ''روحانی کتاب'' کہا ہے اور اس کی عظیم قدر تسلیم کی ہے۔

مشق

1. درج ذیل سوالات کے ایک جملے میں جواب دیجیے :

(1) ہر دِل عزیز بننے کے لیے گیتا کیا اصول پیش کرتی ہے ؟

(2) حتمی سکون کیسے حاصل کیا جاسکتا ہے ؟

(3) کس قسم کے انسان انتہائی نایاب ہیں ؟

(4) ہمیں گیتا سے کون کون سی صفات حاصل ہوتی ہیں ؟

(5) تمام مخلوقات کا ابدی اصل کون ہے ؟

(6) کون سے عظیم انسان انتہائی نایاب ہیں ؟

(7) زندگی کا اصل مقصد کیا ہے ؟

2. درج ذیل سوالات کے دو-تین جملوں میں مختصر جواب لکھیے :

(1) یہ کیوں کر کہا جاسکتا ہے کہ ''ایشور ایک ہی ہے۔''

(2) ''بھگوان'' لفظ کی چاروں تصریحات سے کیا معنی مراد لیے جاتے ہیں ؟

(3) گیتا کے بموجب، دونوں فریق جنگ کا کیا مقصد دیکھتے ہیں ؟

3. درج ذیل سوالات کے تفصیلی جواب لکھیے :

(1) مضمون لکھ کر وضاحت کریں کہ ''ایشور ایک ہی ہے اور وہ ہمہ گیر ہے۔''

(2) گیتا کے تصوراتی اصول اخذ کریں اور اپنے الفاظ میں لکھیں۔

(3) عقلمند مہاتماؤں سے فلسفہ کی تعلیم کیسے حاصل کی جائے ؟

(4) گیتا کا مطالعہ کرنے والے لوگ کیسی اعلیٰ صفات حاصل کرلیتے ہیں ؟

طالب علم کی سرگرمی

(1) گجراتی کتابیں : ''کرشن انے مانو سمبندھو'' مصنف : ہریندر دوے، ''کرشناوتار'' مصنف : کنیّا لال منشی کسی طرح حاصل کریں اور اُن کا مطالعہ کریں۔

(2) Youtube، Google پر سے گیتا کے خیالات اور تقاریر سننے کا اہتمام کیجیے۔

(3) گردوپیش منعقد ہونے والی بھگود گیتا کتھا میں حصّہ لیجیے۔

(4) گیتا پر مبنی اقوالِ زریں کا سلسلہ (سُوتر مالا) تیار کیجیے۔جنہیں Facebook، Status، Whatsapp وغیرہ پر رکھ کر ترویج واشاعت کیجیے۔

(5) گیتا کے اصولوں پر براہِ راست عمل کیجیے۔

(6) ''گیتا گیان : روح کا علاج'' موضوع پر مضمون تیار کیجیے۔

اساتذہ کی سرگرمی

(1) حمد-اسمبلی میں گیتا پر مبنی تقاریر (پروچن) وغیرہ کا اہتمام کرنا۔

(2) مقابلوں کا انعقاد جیسے گیتا پر مبنی کوئز، اقوال لکھنا، تحریر وتقریر۔

(3) خدمات کے مختلف منصوبوں میں طلبہ کو شامل کرنا۔

(4) گیتا کے بارے میں ایک مباحثہ اجلاس کا انعقاد۔

(5) ''گیتا کے اصولوں کا خلاصہ'' موضوع پر ایک پراجیکٹ تیار کروانا۔

• • •

2 بھارتی ابدی اقدار اور گیتا

بھارت قدیم ترین قوم ہے۔ اعلیٰ تہذیب، علم، خوشحالی، امن، ہم آہنگی، اتحاد، ایجاد، مساویت اور سپردگی وغیرہ ہماری معیاری اقدار ہیں یہ حقیقت بے شمار قدیم وجدید شخصیات تسلیم کر چکی ہیں کہ بھارت قیمتی اور تخلیقی مواد سے مالامال ہے۔ مارک ٹوین نے لکھا ہے کہ ''ہندوستان کی سرزمین مذاہب کو فروغ دینے والی، بنی نوع انسانی کی پرورش کرنے والی زبانوں کی جائے پیدائش، تاریخ کی ماں، پرانوں کی دادی اور روایات کی پَرْدادی ہے۔

کسی بھی ملک کا ادب اُس کے معاشرے کا عکس ہوتا ہے۔ ماضی تا حال کسی بھی ملک کا تعارف ادب کے ذریعے ہی ہوتا ہے۔ ہندوستانی ثقافت کے دو عظیم رزمیہ رامائن اور مہابھارت کی الوہی داستانیں بنی نوع انسان کے دِلوں میں ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ وید ویاس خود لکھتے ہیں۔ (62.53) । यदिहास्ति तदन्यत्र यन्नेहास्ति न तत् कवचित् یعنی جو یہاں مہابھارت میں ہے وہ دنیا میں کہیں نہ کہیں لازماً ملے گا۔ جو یہاں نہیں وہ دنیا میں کہیں نہیں ہے۔ آج بھی یہ کتاب ہر ہندوستانی کے لیے قابلِ تقلید ہے۔ اس مہابھارت تصنیف میں ہی شریمد بھگود گیتا سمائی ہوئی ہے جو پوری دنیا کے لیے ایک رہنما کتاب ہے۔ جس میں سے کچھ نکات پر ہم یہاں غور کریں گے۔

(1) علم کا نظام (परिप्रश्नेन सेवया । 4.34)

ہندوستانی ازلی روایت میں ''تجسّس کا حل'' ایک مثالی علم کا نظام رہا ہے۔ بھگوان بادرائن نے پریم تجسس سے برہم سُوتر کی ابتدا کی۔ 'अथातो ब्रह्मजिज्ञासा' ہندوستانی تہذیب محض پند و نصائح پر منحصر نہیں۔ یہ ہمارا قدیم طرزِ عمل ہے کہ زندگی میں درپیش مسائل اور اپنے تجسّس کو روشن خیال افراد/عظیم ہستیوں کے سامنے مناسب انداز میں پیش کرنا اور انفرادی اختلافات کو مدّنظر رکھ کر حل تلاش کرنا۔

ارجن کے فرائض سے پیدا ہونے والے مسائل اور اُن کے حل کے گرد وپیش گیتا اٹھارہ ابواب میں پھیلی ہوئی ہے۔

तद्विद्धि प्रणिपातेन परिप्रश्नेन सेवया |
उपदेक्ष्यन्ति ते ज्ञानं ज्ञानिनस्तत्त्वदर्शिन: || (गीता 4.34)

(یعنی اس علم کو تو فلسفی باباؤں کے پاس جا کر جان لے۔ اُن کے سامنے صحیح طریقے سے جُھک کر، اُن کی خدمت کر کے اور بغیر دھوکے کے سادا لوحی سے سوال پوچھنے پر، وہ دانشمند شخصیات جو خدائی جوہر سے بخوبی واقف ہیں، وہ تجھے فلسفے کا علم سکھائیں گے۔

سوال وجواب کرنا، سیکھنے کے بہترین طریقوں میں سے ایک ہے۔ یہاں متجسّس سائل کے کردار کی بڑی اہمیت ہے۔ یہاں واضح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ نرم روی کے ساتھ گرو کی خدمت کر کے خوشی حاصل کرتے ہوئے سوال پوچھنے سے علم حاصل ہوتا ہے۔

گیتا کے مطابق ارجُن نے اِسی طرح شری کرشن کی پناہ حاصل کی تھی۔

यच्छ्रेय: स्यान्निश्चितं ब्रूहि तन्मे
शिष्यस्तेऽहं शाधि मां त्वां प्रपन्नम् || (गीता 2.07)

(یعنی، یہ بتائیے کہ بھلائی کا یقینی ذریعہ کیا ہے؟ کیوں کہ میں آپ کا شاگرد ہوں، میں آپ کی پناہ میں آیا ہوں، اس لیے مجھے تعلیم دیجیے کیوں کہ میں آپ کے سامنے سرِتسلیم خم کرتا ہوں۔)

ہمارے یہاں ''استاد-شاگرد' کی انوکھی ہندوستانی روایت رہی ہے۔ یہ ایک ایسا تعلق ہے جس میں مفاد سے بالاتر، یقینی اور بے لوثی اور مخلص دل کے ساتھ سادہ علم حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ । गुरुः साक्षात् परब्रह्म اسی لیے استاد کو عین بھگوان کا ہی ایک روپ مانا گیا ہے۔

تاریخ گواہ ہے کہ عظیم شخصیات نے بھی گرو کے سامنے سرِتسلیم خم کرکے علم حاصل کیا۔ شری رام نے گرو وشوامتر اور شری کرشن نے گروساندی پنی کی قربت میں رہ کر روشن خیالی حاصل کی۔ شبری کے گرو متنگ رِشی تھے اور میرابائی کے گرو سنت رئے داس تھے۔

اس گرو-شاگرد روایت میں، شاگرد، استاد کا علم حاصل کرنے کے لیے، استاد کے سامنے خود کو سپرد کردیتا ہے اور زانوئے تلمّذ باندھتا ہے۔ اس طرح، پناہ میں آنے والے شاگرد کو گرو علم عطا کرتا ہے۔ اس روایت کے مطابق استاد کا احترام کرنا اور اس کی ہدایات پر بے چون وچراء دِل کی آمادگی کے ساتھ عمل کرنا بھی اُس کی خدمت کی ہی ایک قسم ہے۔

(2) خُدا کی ہمہ گیریت (वासुदेवः सर्वम् इति । गीता 7.19)

''واسُودیو ہمہ گیر ہیں۔'' یعنی یہ سب کچھ خدائی سے لبریز ہی ہے۔ । ईशावास्यमिदं सर्वम् کائنات کے ذرّے ذرّے میں خالق رہتا ہے۔ کائنات کی تخلیق، کیفیت اور تحلیل کا سبب یہی ایشور ہے۔ تمام صحائف بھی یہی بات بیان کرتے ہیں۔ چھاندوگیہ اپنیشد میں کہا گیا ہے کہ (छान्दोग्य उपनिषद् 3.14.1) सर्वं खल्विदं ब्रह्म - یہ تمام خدائی سے لبریز ہے۔

یہاں خالق کی ہمہ گیریت ثابت ہوتی ہے۔ 10.12 गीता ।। दिव्यमादिदेवमजं विभुम् دیووں سے قدیم دیو جو کبھی پیدا نہیں ہوا اور ہمہ گیر ہے۔ شریمد بھگود گیتا کے نوویں باب کے 16 سے 18 اشلوکوں میں بیان کیا گیا ہے کہ کائنات کا خالق، پالنہار اور کائنات کو ختم کرنے والا بھی بھگوان ہی ہے۔

यच्चापि सर्वभूतानां बीजं तदहमर्जुन ।
न तदस्ति विना यत्स्यान्मया भूतं चराचरम् ।। (गीता 10.39)

(یعنی تمام زمانوں کی تخلیق کا سبب میں ہی ہوں۔ کیوں کہ مستقل یا غیر مستقل ایسا کوئی جاندار نہیں جو میرے وجود سے بے ربط ہو یا خالی ہو۔)

کائنات کے ذرے ذرے میں بھگوان بستا ہے۔ یہ اصول بھگود جذبہ کو فروغ دیکر زندگی کو بامعنی بنانے کا راستہ دکھاتا ہے۔ مجھ میں، آپ میں، ہم سب کے گردوپیش کے تمام لوگوں میں، بلکہ تمام جانداروں میں خدائی جوہر بستا ہے۔ اس صداقت کو ہمیشہ ذہن نشین رکھ کر ہر ایک کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آنا چاہیے۔

(3) حیات، ایشور کا جُز (ममैवांशो जीवलोके । गीता 15.7)

ہر جسم میں موجود ذی روح، ایشور کا ہی جُز ہے اور اگر ہر ذی روح ایشور کا ہی جُز ہے تو ہم سب میں ایک مساوی پر ماتما موجود ہے۔ (یعنی اس جسم میں ہونے کے باوجود یہ ذی روح فی الحقیقت پر ماتما ہی ہے۔) परमात्मेति चाप्युक्तो देहेऽस्मिन्पुरुषः परः ।। गीता 13.23

جسم میں مقیم ذی حیات کی صورت میں عین ایشور کا جُز ہی موجود ہے۔ (ममैवांशो जीवलोके जीवभूत: सनातनः । गीता 15.07) اس جسم میں موجود ازلی ذی روح حیات، میرا ہی جُزو ہے۔

اس جسم کو دیوالیہ (مندر) کہا گیا ہے۔ جہاں عین پر ماتما مستوی ہو اُس مندر جیسے جسم کو پاکیزہ اور خالص رکھنا خود ہمارے ہاتھ میں ہے۔جسم کی باطنی اور ظاہری تطہیر کے لیے طیب غذا، فطرت کی سیر، پاکیزہ خیالات، سچی گفتگو اور حسنِ سلوک کو فروغ دینا چاہیے۔

اگر ہم اپنی زندگی میں ایشور کے حصّے کو پورے دل سے قبول کریں گے تو ہم سب میں فطری طور پر محبّت، مہربانی، ہمدردی، دوستی، رحم، عدم تشدد وغیرہ کی صفات پیدا ہوں گی۔ ہمارے اندر موجود یہ جذبہ ہمیں چھوٹے بڑے اختلافات کو مٹا کر برابری کا احساس دلاتا ہے۔ اس طرح نَر میں نارائن کو دیکھنے والی ہماری تہذیب عظیم ہے۔

(4) روح کی لافانیت (शाश्वतोऽयं पुराणो । गीता 2.20)

ویدک روایت میں روح کی لافانیت مسلّمہ ہے۔ یہ جسم فانی ہے جب کہ روح ابدی اور ازلی ہے۔ ہم سب ایک ہی پر ماتما کے جُز ہیں۔جسم غیر ابدی اور روح ازلی ہے۔

न जायते म्रियते वा कदाचिन्नायं, भूत्वा भविता वा न भूय: |
अजो नित्य: शाश्वतोऽयं पुराणो, न हन्यते हन्यमाने शरीरे || (गीता 2.20)

(یعنی یہ آتما نہ کسی وقت پیدا ہوتی ہے، نہ مرتی ہے۔ یہ بھی نہیں کہ پیدا ہوکر وہ پھر سے مقتدر ہوجاتی ہے۔ کیوں کہ آتما غیر پیدائشی، ازلی، ابدی اور قدیم ہے۔جسم کے مرنے پر بھی وہ نہیں مرتی۔)

گیتا میں بھگوان کرشن کے مطابق، روح لافانی ہے اور جسم فانی ہے۔ اس سے ہمیں یہ سیکھنا ہوگا کہ یہ جسم اور اس کی کیفیتیں مسلسل بدلتی رہتی ہیں۔ اس مسلسل بدلتے چکّر میں روح واحد غیر متغیّر عنصر ہے جو ایک شاہد کی حیثیت سے مستقل ہے۔ پیدائش سے موت تک، صبح سے رات تک جسم، دماغ، خیالات اور فطرت سب بدل رہے ہیں۔ اس بدلتی ہوئی صورتِ حال کو دیکھنے والی روح غیر متزلزل ہے۔

(5) اوتار واد (सम्भवामि युगे युगे । गीता 4.8)

ایشور خود زمین پر کب اور کیوں اوتار بن کر نازل ہوتے ہیں اس کو واضح طور پر بیان کیا گیا ہے۔

यदा यदा हि धर्मस्य ग्लानिर्भवति भारत |
अभ्युत्थानमधर्मस्य तदात्मानं सृजाम्यहम् || (गीता 4.7)

परित्राणाय साधूनां विनाशाय च दुष्कृताम् |
धर्मसंस्थापनार्थाय सम्भवामि युगे युगे || (गीता 4.8)

(یعنی اے بھارت ! جب مذہب کا زوال اور بدمذہبیت کا فروغ ہونے لگتا ہے تب میں اپنی شکل تخلیق کرلیتا ہوں۔ یعنی لوگوں کے سامنے خود کو مجسّم ظاہر کرلیتا ہوں۔ راہبوں کو بچانے کے لیے، گنہگاروں کو ختم کرنے کے لیے اور مذہب کو قائم کرنے کے لیے میں ہر زمانے میں ظاہر ہوتا ہوں۔

پرانوں میں بھگوان وشنو کے دشاوتاروں، جیسے متسیہ، کورم، وراہ، نرسنھ، وامن، پرشورام، رام، کرشن، بدھ اور کلکی وغیرہ کے بارے میں بیان کیا گیا ہے۔ ایشور کے یہ اوتار نیکوکاروں کی حفاظت اور مذہب کے نفاذ کے لیے بنائے گئے ہیں۔ اِن اوتاروں پر سے واضح ہوتا ہے کہ جب جیسا مسئلہ رونما ہوتا ہے تب ویسا روپ اختیار کرکے ایشور دُنیا کو نئی راہ دکھاتے ہیں۔

نیکوکاروں کے نیک کاموں میں ایشور ہمیشہ ساتھ ہوتے ہیں۔ جب ہم نیک کاموں میں مصروف ہو جاتے ہیں تب ایشور ہمارے مددگار ومعاون بن جاتے ہیں اور قادر مطلق ایشور کی عظیم طاقت نیک لوگوں کی مدد کے لیے ایک نئی شکل میں آتی ہے۔

بحرانی کیفیات یا منفی حالات میں ہمیں افسردہ، مایوس اور ناامیّد نہیں ہونا چاہیے۔ قادرِ مطلق ایشور ہمارا پوشیدہ سہارا ہے۔ یہ یقین اور قوی امید دل میں ہمیشہ زندہ رکھیں کہ، دلی دعاؤں کے ساتھ، ایشور ہمیشہ نیکوکاروں کو کسی نہ کسی شکل میں مدد فراہم کرتا ہے۔

(6) سمتوبھاؤ (مساوات کا احساس) (समत्वं योग उच्यते । गीता 2.48)

योगस्थ: कुरु कर्माणि सङ्गं त्यक्त्वा धनञ्जय |
सिद्ध्यसिद्ध्यो: समो भूत्वा समत्वं योग उच्यते || (गीता 2.48)

(یعنی لگاؤ یا حِرص ترک کرکے اور کامیابی وناکامی دونوں میں مساویت کا احساس رکھ کر خود کو یوگ میں لگا دے اور نیک اعمال کر۔ اسے سمتو (مساویت) کہا جاتا ہے۔ سمتو ہی یوگ تسلیم کیا جاتا ہے۔

برابری کا عقیدہ رکھنے والے گیتا کے خالق بھگوان شری کرشن کا پسندیدہ لفظ اور جذبہ ہے : مساوات کا احساس۔ یہ فرد کی ایک اعلیٰ کیفیت کا نتیجہ ہے۔ اس کیفیت کے حصول کے بعد، سُکھ-دُکھ، عزّت، ذلّت، کامیابی، ناکامی وغیر کے مابین کے فرق ختم ہوجاتے ہیں۔ گیتا کے خالق نے اِسے ''یوگ'' کہا ہے۔ اس جذبے کو فروغ دینا نہایت ضروری ہے۔ کیوں کہ یہ ایک آئیڈیل اور خوشحال زندگی کی شاہراہ ہے۔ اس حالت میں پہنچنے کے بعد انسان کی تمام برائیاں ختم ہوجاتی ہیں اور سکون وطمانیت محسوس ہوتے ہیں۔

اگر ہم میں مساوات کا جذبہ پروان چڑھ جائے تو ناکامی بھی ہمیں اُداس نہیں کرسکتی۔ اگر کوئی شخص ہمیں چِڑھائے تو اُس کا اثر ہمارے دل ودماغ پر نہیں ہوتا۔ ہم کسی سے عزت وتوقیر کی کوئی توقع نہیں رکھتے۔ لہٰذا، یہ مساوات کا جذبہ ہماری برائیوں اور پریشانیوں کے خلاف ڈھال کا کام کرتا ہے۔

(7) سماویشی بھاؤ (شمولیت کا احساس) (मम तेजोंऽशसम्भवम् । गीता 10.41)

دُنیا کی تمام خوشنما، تابناک اور طاقت ور چیزیں ایشور کے نور کے ایک جز سے پیدا ہوئی ہے۔ ہندوستانی ثقافت نے ایشور کی مختلف شکلوں کی پرستش کو قبول کیا ہے۔طریقہ یا عمل سے قطع نظر ایشور کی جس شکل میں بھی پرستش کی جائے، اسے حاصل کیا جاسکتا ہے۔ ہندوستانی سناتن روایت میں فرد کو عبادت کے طریقۂ کار کے انتخاب میں آزادی دی گئی ہے۔

यो यो यां यां तनुं भक्तः श्रद्धयार्चितुमिच्छति |
तस्य तस्याचलां श्रद्धां तामेव विदधाम्यहम् || (गीता 7.21)

(یعنی جو عقیدت مند، جس دیوتا کی جس شکل کی پرستش کرنا چاہتا ہے، اُس بھکت کی عقیدت کو میں اُس دیوتا کے لیے قوی و مستحکم کر دیتا ہوں۔)

بھارتی ثقافت میں کسی خالص طریقۂ عبادت کی پابندی نہیں ہے۔شمولیت کا یہ جذبہ ہی ہماری تہذیب کی ایک خوبی ہے۔

جو فرد جیسی عقیدت سے، جس دیو کو پوجے گا، بھوان اُس فرد کی عقیدت کو اُس دیو کے تئیں مستحکم کردیتے ہیں۔ گیتا میں اس طرح بھگوان کے شمولیت کے جذبے کو نہایت ٹھوس اور واضح انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

(8) کرتویہ بودھ (احساسِ فرض) (श्रेयान्स्वधर्मो विगुणः । गीता 3.35)

ارجن اپنے مذہب (فرض) سے منحرف ہوا ہے۔ اس طرح ارجُن کے بہانے سے ہم سب کو گیتا نے درس دیا ہے کہ स्वधर्मे निधनं श्रेयः (गीता 3.35) یعنی اپنا مذہب ہی قابلِ ستائش ہے۔''

اپنے مذہب (فرض) کی ادائیگی میں اکثر اوقات حوصلہ شکنی ہوجاتی ہے۔ اس لیے گیتا ہدایت دیتی ہے کہ ''زندگی رونے کے لیے نہیں ہے، فرار ہوجانے کے لیے نہیں ہے، بلکہ زندگی ہنسنے کے لیے ہے، کھیلنے کے لیے ہے، مصائب کا بہادری سے مقابلہ کرنے کے لیے ہے نیز اٹل امید اور پختہ یقین کے ساتھ ترقی کرنے کے لیے ہے۔

اس طرح گیتا جی، انسان کی زندگی میں لحہ بہ لحہ آنے والے چھوٹے بڑے مقابلوں میں بلند حوصلگی کے ساتھ جدوجہد کرنے کی طاقت بخشتی ہے۔ اسی لیے شریمد بھگود گیتا یہ کسی مخصوص فرقے کی کتاب نہیں بلکہ وہ ایک عالمی تصنیف کا کردار ادا کرتی ہے۔ Gita is not Bible of Hinduism but it is the Bible of Humanity.

مشق

(1) مندرجہ ذیل سوالات کے ایک جملے میں جواب دیجیے :

(1) حصولِ علم کے لیے شاگرد میں کن خوبیوں کا ہونا ضروری ہے ؟

(2) باب 2 کے اشلوک 7 میں ارجن کا کیا مطالبہ ہے؟

(3) روح کی لافانیت کے متعلق آپ کی کیا سمجھ ہے؟

(4) گیتا کے اختتام پر ارجن کی کیفیت اور عزم کیا ہے؟

.2 مندرجہ ذیل سوالات کے تفصیلی جواب لکھیے :

(1) ایشور کی ہمہ گیریت سمجھنے کے بعد انسان کے برتاؤ میں کیا کیا تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں ؟ ان کے گرد وپیش کی کائنات پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں ؟

(2) نیک اعمال کرنے والوں کے لیے اوتارواد کس طرح حوصلہ بخش ہے؟

(3) گیتا کے تئیں آپ کے جذبات، اپنے الفاظ میں بیان کیجیے۔

.3 تفصیلی نوٹ لکھیے :

(1) موجودہ دور میں گیتا کی ابدی اقدار کی اہمیت وضرورت۔

(2) ایشور کے اوتار واد کو اپنے الفاظ میں بیان کیجیے۔

(3) بھارتی نظامِ تعلیم اپنے الفاظ میں بیان کیجیے۔

(4) گیتا کا ذاتی مذہب (احساسِ فرض) واضح کیجیے۔

طلبہ کی سرگرمیاں

(1) اس سبق میں بیان کردہ ابدی اقدار جیسی ہی دوسری قدریں بھی گیتا میں سے تلاش کی جائیں اور حمد اسمبلی میں پیش کی جائے۔

(2) سبق میں پیش کردہ ابدی اقدار کا خلاصہ اپنے الفاظ میں تیار کرکے اپنے والدین کے ساتھ اُن پر مباحثہ کیجیے۔

مدرس کی سرگرمیاں

(1) گیتا جینتی اور گیتا ہفتہ کا انعقاد کیجیے۔

(2) عصرِ حاضر میں گیتا کی ابدی اقدار کی معنویت پر مباحثے کا اہتمام کیجیے۔

(3) گیتا کی بیان کردہ اقدار روزمرہ زندگی میں کس طرح فروغ دی جاسکتی ہیں؟ کبھی کبھار اس موضوع پر بھی گفتگو کیجیے۔

• • •

نوٹ

نوٹ